ملک بھر میں خودکشی کی خوفناک لہر

ابو غضنفر آل محمد --- جامعہ سلفیہ فیصل آباد

گذشتہ ایام سے یونہی اخبار سورج کی نورانی کرنوں کے ساتھ ہاتھ لگتا ہے تو عالمی افق پر نمودار ہونے والے بے شمار جرائم میں سے خونی اور خوفناک لہر خودکشی و خود سوزی کی نمایاں سرخیوں میں دکھائی دیتی ہے۔ نگاہ پڑھتے ہی دل خون کے آنسو بہانے لگ جاتا ہے اور جگر کو تھامے یہ شکوہ کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ خدایا یہ وہی انسان ہے جس کو تو نے اپنی زمین میں اپنا خلیفہ بنایا اور اس کی عظمت اپنے کعبہ سے بھی زیادہ رکھی اور یہ وہی انسان ہے جس کے ایک قتل کو پوری انسانیت کا قتل قرار دیا اور یہ وہی انسان ہے جس کو تو نے اعزازات و انعامات سے نوازتے ہوئے پوری کائنات کو اس کے لئے مطیع و فرمانبردار بنا دیا۔

بلا آخر اس سوچ میں پڑ گیا کہ یہ سب کچھ کیوں ہو رہا ہے۔

کہیں بڑھتی ہوئی غربت' مفلسی اور بے روزگاری سے تنگ آ کر تو گلے میں پھندا نہیں ڈال رہا کہیں اس کا ارتقاب محرومی کے سبب تو نہیں ہو رہا یا احتجاج کرنے کا ایک ذریعہ تو نہیں بنایا جا رہا یا متوقع نتائج برآمد نہ ہونے پر دل برداشتہ ہو کر زندگی کی ڈور کو تو نہیں کاٹ رہا یا پھر اس کی عقل پر دھندلاہٹ تو نہیں چھا گئی۔ جس کی وجہ سے یہ لوگ زندگی سے ہاتھ دھو رہے ہیں۔

حالانکہ زندگی تو ہر ایک کو عزیز ہوتی ہے ہر کوئی زندہ رہنا چاہتا ہے۔ یہ لوگ کیوں اس دنیا سے تنگ آ گئے تو جب یہ صدا کن پٹی پر پستول رکھ کر اپنے آخری سانس کا انتظار کرنے والے' گلے میں پھندا ڈال کر جھٹکے کے منتظر اور زہریلی گولیاں کھا کر اپنے نتیجے پر ٹکٹکی باندھنے والے تک پہنچتی ہے تو بے ساختہ چونک کر اپنا پیغام ہوا کی لہروں کو بطور امانت دے دیتا ہے کہ غلط فہمی کا شکار ہونے والوں کو بتا دو کہ میری عقل پر دھندلاہٹ کسی دیوانگی کی وجہ سے نہیں چھائی اور نہ ہی اس کا ارتکاب کسی محرومی کے سبب ہو رہا ہے اور نہ ہی اس کو احتجاج کا ایک ذریعہ بنا رہا ہوں اور نہ ہی کسی نتائج پر دل برداشتہ ہوں مجھے تو صرف وقت کے قارونوں سے ایک شکوہ ہے کہ عدل و انصاف کا طبلہ بجانے والوں نے خود قانون کی دھجیاں بکھیر دیں کہ ظالم سرعام گردن اکڑا کر عیش و عشرت کی داد وصول کر رہا ہے۔ مگر مظلوم قید و بند کی صعوبتوں سے دو چار ہے۔

ظالم حکمرانوں و سیاست دانوں کی پناہ میں ہوتا ہے جبکہ مظلوم عدالتوں کے چکر سرپھرے انسان کی طرح کاٹ کاٹ کر دل برداشتہ ہوتے ہوئے زندگی کی ڈور کو ہی کاٹ دینے سے گریز نہیں کرتا۔ غریبوں کا پیٹ پالنے کا دعوی کرنے والے ان کا پیٹ کاٹنے سے بھی گریز نہیں کر رہے جس کی وجہ سے ان کی آنتیں خشک ہو کر رہ گئی جیسے یہاں سے یاجوج ماجوج کے قافلے کا گزر ہوا ہے اور ناہموار اور غیر متوازن معیشت کو سہارا دینے والے خود دونوں ہاتھوں سے ملک و قوم کو لوٹ رہے ہیں اور جاگیردارانہ نظام کو ختم کرنے والے خود سر بفلک کوٹھیوں میں عیش و عشرت کے لمحات گزار رہے ہوتے ہیں اور ان کی امارت سر پر کھڑی ان کی تضاد بیانی سے قہقہے لگا رہی ہوتی ہے کہ بے کس و فاقہ کش تو ایڑیاں رگڑ رگڑ کر جان ہلکان کر رہا ہے اور بندہ مزدور اپنے اوقات تلخی ایام کے ساغر ہونٹوں سے لگائے ہوتا ہے اور سرمایہ دار گاڑے پسینے کی کمائی ہڑپ کر رہا ہوتا ہے کہ۔

دست دولت آفریں کہ فرد یوں ملتی رہی
اہل ثروت جیسے دیتے ہیں غریبوں کو زکاۃ
مکر کی چالوں سے بازی لے گیا سرمایہ دار
انتہائے سادگی سے کھا گیا مزدور مات

پھر کچھ وقفے کے بعد خودکشی کرنے والا آہ بھری سرد سانس کے ساتھ دوسرا شکوہ کرتا ہے کہ کرسی اقتدار پر براجمان ہونے والوں اور علم نبوی سے واقفیت رکھنے والو۔ مجھے تو "ولا تقتلوا انفسکم" اپنے نفسوں کو قتل مت کرو کا مژدہ سناتے ہو اور "ویل لکل ھمزۃ لمزۃ الذی جمع مال و عدد" مال کو جمع کرنے والا اور شمار کرنے والا جہنم کی ویل وادی میں ہو گا۔ اس کو کیوں بھول جاتے ہو۔ مقروض کو تو خودکشی سے روکتے ہو لیکن قرض خواہ کو "و ان کان ذو عسرۃ فنظرۃ الی میسرۃ" کہ اگر قرض دار تنگ دست ہو تو فراخی حاصل کرنے تک اس کو مہلت دو۔ اس فرمان کو کیوں فراموش کرتے ہو۔ خودکشی کرنے والے کو تو جہنم کی بھڑکتی ہوئی

آگ سے یوں ڈراتے ہو کہ "و من حساسما فسمه فی یده یتحساه فی نار جهنم" زہریلی کر خودکشی کرنے والا جہنم کی آگ میں بھی زہر پیتا رہے گا اور گلا گھونٹ کر مرنے والا، خنجر پیٹ میں گھونپ کر مرنے والا بھی اپنے ایسے ہی انجام بد سے نہ بچ سکے گا۔

اس وقت تک خودکشی کرنے والے سے شکوہ و جواب شکوہ کا مقالہ ختم ہوتا ہی ہے کہ زہریلی گولیاں اپنا اثر دکھا چکی ہوتی ہیں۔ پستول سے گولی نکل کر دماغ کی بڑی تیزی سے سیر کرتی ہوئی پار ہو جاتی اور آخری زور دار چیخ کے ساتھ وقت کے حکمرانوں اورجاگیر داروں کو چودہ سو سال قبل کی تاریخ پر نظردوڑانے کی دعوت دیتے ہوئے راہی ملک عدم ہوتا ہے۔

کہ اے حکمراوں کہ تم مکہ کے اس حکمران کے امتی ہو جس نے غزوہ خندق کے موقعے پر پیٹ پہ دو پتھر بھوک کی وجہ سے باندھ رکھے تھے جب کھانے کی دعوت ملی تو تمام رعایاں کو چھوڑ کر تنہا جانا گوارہ نہ کیا۔

کیا تم اس کے نقشِ قدم پر چلنے کے دعوے دار ہو جو غنیمت میں آیا ہوا مال تمام کا تمام غریبوں مسکینوں، یتیموں، بیواؤں اور مسکینوں میں تقسیم کئے بغیر گھر نہ جاتا۔ جبکہ خود اس حکمران کے گھر میں کئی دنوں سے آگ نہیں جلی ہوتی تھی۔

کیا اس نبیؐ کے ماننے والے جس نے یتیم بچے کو عید کے دن روتے دیکھا تو سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے گھر لے آئے اور کہا کہ میں تیرا باپ ہوں اور عائشہ تیری والدہ ہے۔

اور اے وقت کے قار دنوں اور جاگیر دارو!

کیا تم ان صحابہؓ سے عقیدت کا دم بھرنے والے ہو جنہوں نے اپنے خزانوں کے منہ تنگ دست اہل اسلام کے لئے کھول دیئے اور خود عثمان فی الجنۃ کا سرٹیفکیٹ دنیا میں حاصل کر لیا۔

اے وقت کے نام نہاد حکمرانوں کیا وہ عورت تجھے یاد نہیں آتی جس نے مرتے کتے کو کنویں سے پانی نکال کر پلایا اور جنت میں چلی گئی۔

اور کیا اس حکمرانوں کی سیرت پر نظر نہیں پڑی جس نے کہا اگر میری خلافت میں نہر فرات کے کنارے کوئی کتا بھی بھوکا مر گیا تو کل قیامت کے دن عدالت الٰہی میں عمر فاروقؓ کو جواب دینا ہو گا۔

حکمرانوں، جاگیرداروں اور اپنے مال و زر پر سانپ بن کر بیٹھے والو کل قیامت کے دن تمہارا گریبان ہو گا اور خودکشی کرنے والے کا ہاتھ ہو گا۔ جہاں خود سوزی کرنے والا عذاب الٰہی سے محفوظ نہیں ہو گا وہاں یہ لوگ بھی راہ فرار کے مسافر نہیں بن سکیں گے۔

اتنی دیر میں تجزیہ کرنے والی کی نظر زمین پر گرے پڑے، بے ساکت و سامت مدہوش انسان پر پڑھتی ہے اور اس کو مخاطب کرکے کہتا ہے کہ اے کم ہمت انسان ایک مسلمان کا مقام بہت بلند ہے تو نے مصائب و مشکلات کا کیوں ڈٹ کر مقابلہ نہیں کیا یہ تو خدا کی طرف سے:

ولنبلونکم بشئی من الخوف والجوع و نقص من الاموال و الانفس و ثمرات و بشر الصلبرین۔

ترجمہ :۔ ہم خوف، بھوک، مال و جان کے نقصان سے آزمائیں گے کہ کون کامیاب ہوتا ہے اور کون ناکام مگر مقام صابرین کے لئے ہی ہو گا۔

تو یہ قرآنی الفاظ سنتے ہوئے اس کی خاموش زبان پھر زندوں سے شکوہ کرنے لگ جاتی ہے کہ کل تک تم نے اس مذہب اسلام کی تبلیغ کیوں نہ کی۔ جس کی حقانیت ۱۴ سو سال قبل سے واضح ہو چکی۔ تم اس سے دور کیوں رہے جس نے کم ہمتی کی بجائے مشکلات کا ڈٹ کر مقابلہ کرنے کا سبق دیا۔ تم نے اس سے نفرت کیوں کی جس نے مکہ کے فاقہ کشوں کو کرسی اقتدار پر بٹھایا او قیصر و کسری کے تاجوں کو پاؤں کی ٹھوکر سے اڑایا۔

کاش .... ہمارے حکمران اس نظام کا علم بلند کرتے۔

کاش .... میں اس نظام کی عمدہ وادیوں میں پہلے اتر چکا ہوتا۔

کاش .... ایسے نظام میں مجھے زندگی کے سانس لینے کا موقعہ ملتا تو میں یو کی ہمتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنی کن پٹی پر گولی نہ چلاتا، اپنی گردن کو پھندے کے حوالے نہ کرتا۔ اپنے وجود کو زہریلی گولیوں کے سپرد نہ کرتا۔

کاش ...... میرے ملک میں نظام مصطفیٰ کی بہاریں ہوتی اور میں یوں اپنی جان کو ضائع نہ کرتا۔ اب تیر کمان سے نکل چکا ہے کچھ نہیں ہو سکتا۔ سواء کاش ...... کاش ...... کاش نظام مصطفیٰ ہوتا۔ کاش ...... عدالت فاروقی ہوتی۔ کاش ...... سخاوت ذوالنورین ہوتی تو میری جان بچ جاتی .... میری جان ..... میری جان بچ جاتی۔

غور کریں

۱۔ جو لوگ ہنستے ہوئے گناہ کرتے ہیں وہ روتے ہوئے جہنم میں جائیں گے۔

۲۔ مظلوم کی بددعا سے بچو کیونکہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی چیز حائل نہیں ہوتی۔

۳۔ جو شخص خوف سے روتا ہے وہ جہنم میں ہرگز داخل نہیں ہو گا اسی طرح جیسے کہ دودھ دوبارہ تھنوں میں نہیں جاتا۔

۴۔ اگر تم بڑا بننا چاہتے ہو تو پہلے چھوٹے ہو۔

۵۔ جس نے دنیاوی خواہشات کو محبوب رکھا وہ رسوائی کے لئے تیار رہے۔

۶۔ جنگ کبھی اچھی نہیں ہوتی اور امن کبھی برا نہیں ہوتا۔

۷۔ تنگ نظر وہ ہے جسے وہ برائیوں میں سے ایک کا انتخاب کرنا پڑے تو دونوں کو اختیار کر لیتا ہے۔